

اکیسوال منظر

ایک ٹرین جا رہی ہے ... ایک کار جا رہی ہے.

— ۶۵۲ —

بائیسوال منظر

فرید واپس اپنے قبے میں۔ اس کی تہنائی دکھانے کے لیے چند شالیں۔ بھلی میں چل رہا ہے۔ صحن میں ٹھہل رہا ہے ... سویرا کے کچھ مکالمے اور لیپ ہور ہے میں۔ آخر میں اسی کونے میں جاگرا سی انداز میں گھنٹوں پر سر کھر بیٹھ جاتا ہے۔ جیسے بچپن میں بیٹھا کرتا تھا اماں داخل ہوتی ہے۔

ماں :- ماں داری کہاں چلتے گئے ہو... میں خیری صلی وہاں کونے میں کیوں بیٹھے ہوئے ہو، دپاس جاتی ہے، کیا بات ہے۔ اب یہاں دل نہیں لگتا۔

فرید :- لگتا ہے ماں جی۔

ماں :- تو اگر کہے تو میں بلقیس کی ماں سے بات کر لیتی ہوں۔ خیر سے تو اب ایم اے ہو جائے گا۔ چار جماعت پڑھی ہوئی بڑگی کو سوال جہاں اسے دالا ملے گا کہ میں سے؟

فرید :- نہیں اماں جی۔

ماں :- نہیں کیا... لے میں جو مرضی آئے کر دوں ... سنگھی نہیں ذکر شیک سے ... اچھا پہلے روٹی کھائے۔ نور شید خور شید بجائی کے لیے پانی لا

جلدی سے۔

تائیسوال منظر

شہریار کی حوصلی۔ وہ حسبِ مہول بیٹھا ہوا ہے۔ ہم گفتگو کو درمیان میں پکڑتے ہیں۔
شہریار:- نازک گلدن گھر درے ہاتھوں میں آئیں تو وہ ٹوٹ سکتے ہیں۔

سویرا:- دراصل آپ نے فریڈ کو دیکھا نہیں ہے اس لیے۔

شہریار:- صرف دیکھنے سے کیا ہوتا ہے؟ کھر دراپن تو دھیرے دھیرے دقت گزرنے سے عیاں ہوتا ہے... سویرا... سویرا... مجھے سواتے تھا رے چھرے پر کھیلتی مسکراہست کے اور کچھ نہیں چاہئے... یہ (ہ انہوں پہیلے کر) بہت کچھ ہے میرے پاس...

سویرا:- میرے پاس بھی توبہت کچھ ہونا چاہئے ابو...

شہریار:- یہ سب کچھ تھا راہی توبہ۔

سویرا:- اس کے علاوہ ابو... اس کے علاوہ...

شہریار:- اس کے علاوہ جو تم چاہو سویرا... لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔
سویرا:- وہ کیا ابتو...

شہریار:- میں اس سے ملننا چاہتا ہوں... علیحدگی میں کچھ
MAN TO MAN
گفتگو کرنا چاہوں گا۔

سویرا:- دخوش ہو کر، ٹھیک ہے ابو۔

شہریار:- اور سویرا۔

سویرا:- جی ابتو

شہریار:- آخری فیصلہ میرا ہو گا... اور تم اس کی پابند ہو گی... ٹھیک ہے؟
سویرا:- مجھے معلوم ہے آپ میرے خلاف فیصلہ نہیں دے سکتے۔

تیزی سے جانے لگتی ہے۔

شہریار:- گہاں جا رہی ہو؟

سویرا:- فریڈ کو لینے۔

شہریار:- لیکن اس وقت ہے... پہنچے... صبح چلی جانا۔

سویرا:- نہیں ابواس سکیے رات اور دن کا کوئی فرق نہیں اور میرے لیے اس کے بغیر رات اور دن ایک جیسے ہیں... .

سویرا جاتی ہے۔ رات کا وقت۔ فرید اسی کونے میں بیٹھے۔ آہٹ ہوتی ہے۔

وہ سرانحہا کر دیکھتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ سویرا آتی ہے۔ لیکن یہ اماں بھی ہیں۔

اماں جی:- بیٹھے اٹھوبسٹر پر بیٹ جاؤ... تھاہار سو بلیجت توٹھیک ہے نا؟

فرید:- جی اماں جی۔

اماں جی:- پراس کونے میں بیٹھے کر کیا رہے ہو؟

فرید:- کچھ نہیں اماں جی۔

اماں جی:- اچھا جیسے تھاہری مرضی۔

— — — CUT — — —

چوبیسوال منظر

رات کے وقت سویرا الگاڑی چلا رہی ہے شاہراہ پر

— — — CUT — — —

فرید سر بھکائے کونے میں بیٹھا ہے۔

— — — CUT — — —

سویرا کا بہت تیز چلا رہی ہے

— — — CUT — — —

فرید بیٹھا ہے۔

CUT

سویراگی کار۔ سامنے سے آتی ٹریفک کی روشنیاں۔

CUT

پچیسوال منظر

فرید کو لوگ میں رکھ کر آہستہ آہستہ زدم ان کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ کار پھلنے کی آداں... جس وقت فرید کے پہرے پر جاتے ہیں، گریش کی آداز آتی ہے۔ فرید اس طرح ری ایکٹ کرتا ہے، جیسے اس کا حادثہ ہورتا ہو... ایمپلش کا ہارن... .

CUT

چھپیسوال منظر

ہسپتال میں سڑک پر ڈالے یے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر نرنسیس۔ بھاگ دوڑ کمرے کے باہر دو ڈاکٹر۔ ایک سینٹر۔ ایک جونپیر۔

جونپیر:- سر کچھ امید ہے؟

سینٹر:- ٹوٹی سیمیش آپ ہے۔ ہڈیاں چورا ہو چکی ہیں...

جونپیر:- تو پھر؟

سینٹر:- اسر ملتا ہے، لواحقین کو اعلان ہو چکی؟

جونپیر:- جی... کسی کو بھیجا ہوا ہے۔

سینٹر:- تم درد کی اذیت کرنے کیلئے ایک انجکشن لگادو۔

اندر جاتا ہے۔ انگلشن لگاتا ہے۔ پھر کچھ سوچتا ہے۔ اس کے کان کے قریب مٹے جاتا ہے۔

جونیئر :- میں سویرا... میں سویرا... کیا آپ سن سکتی ہیں... میں ڈاکٹر

ناصر ہوں...

وہ کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن کہہ نہیں سکتی۔

کیا آپ اذیت میں ہیں؟

سویرا سر ہلاتی ہے اور پھر ڈاکٹر کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے۔

سویرا : میں... ختم ہو چکی ہوں...

جونیئر :- نہیں آپ... ٹھیک...

سویرا : میں جانتی ہوں...

جونیئر : میں سویرا میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں... زندگی
موت خدا کے ہاتھ میں ہے... لیکن آپ کی آنکھیں آپ کی موت کے بعد
بھی زندہ رہ سکتی ہیں...

سویرا : آنکھیں... کس کی؟

جونیئر :- آپ کی... اس انسانی برادری کا کوئی ایک فرد جو اس وقت
اندھیروں میں ہے۔ آپ کی آنکھوں کے عیتے سے روشنی اور زمگوں کو دیکھنے
لگے گا... آپ کے جسم کا ایک حصہ زندہ رہے گا میں سویرا۔

سویرا : میری آنکھیں... زندہ رہیں گی... اور... اگر میں... میری خواہش
ہے کہ ایک شخص کو... اے۔

جونیئر : جی بالکل... آپ جسے کہیں گی آپ کی آنکھیں دے دی جائیں گی۔ میں

فارم لاتا ہوں۔ نس دھیان رکھنا۔

ڈاکٹر جاتا ہے۔

سویرا... کے چہرے پر... ایک سوچ کی آواز تمہاری آنکھیں زندہ رہیں گی۔ زندہ... زندہ... فریدیں... فریدیں... لیکن کیا یہ قربانی ہے؟ نہیں... یہ قربانی نہیں ہے... یہ تو خود غرضی ہے کہ اپنی پسند کے شخص کے لیے... قربانی توبہ ہے اگر یہ انسانیت کے لیے ہو۔ کسی بھی شخص کے لیے... کسی بھی شخص کے لیے؟ ڈاکٹر آتا ہے۔

ڈاکٹر جی... آپ کس شخص کو اپنی آنکھیں دینا چاہتی ہیں؟
سویرا:- سب کو۔ پوری انسانیت کو... ایک شخص کو نہیں... سب کے لیے... میری آنکھیں سب کے لیے۔

ڈاکٹر فارم آگے رکھتا ہے۔ وہ سائنس کرتی ہے اور مر جاتی ہے۔

— ۶۱۴ —

شہریا پنے دیسع ڈرامینگ روم میں بیٹھا ہے۔ گھنٹی بجتی ہے۔ بھنویں چڑھا کر دیکھتا ہے۔

— ۶۱۵ —

ستائیسوں منظر

فریدا سی کونے میں بیٹھا ہوا ہے اور صبح ہو چکی ہے۔ اماں آتی ہے۔
اماں:- پڑراٹھو صبح ہو گئی ہے... اور ہاں تحصیل ہسپتال سے ایک آدمی آپا ہے۔

فرید:- سے! اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے، کیا کہتا ہے؟

اماں :- پُتروہاں میں نے دخواست دی ہوئی تھی چوری چوری... وہ کہتے
ہیں بندوبست ہو گیا ہے... تو چل تو ہی۔

— ۶۰ —

انٹھا بیسواں منظر

فریدہ ہسپتال میں پڑی اترتی ہے۔ دیکھتا ہے اسے سویرا کی شبیہہ نظر آتی ہے۔
اور... وہ اماں جی ہے۔

فریدہ :- کیا مجھے اس شخص کا نام معلوم ہو سکتا ہے، جس نے مجھے ان خوبصورت
آنکھوں کا تحفہ دیا۔

ڈاکٹر :- کوئی ایک شخص جوانسانی برا دری سے محبت کرتا تھا... وصیت
میں تحریر ہے کہ نام نہ بتایا جائے۔
جاتا ہے، بستر سے اٹھتا ہے۔

اماں :- بیٹھے کیا کر رہے ہوا ہی... ابھی آنکھیں کچی ہیں... کہاں جا رہے ہو؟
باہر نکل جاتا ہے۔

— ۶۱ —

انٹیسوں منظر

جویلی میں۔ ڈرائینگ روم میں۔ گھنٹی بجتی ہے۔ کیمرو شہریار پر۔ کوئی ملازم
در فائزہ کھولتا ہے۔ فریدآتا ہے۔

فریدہ :- شہریار صاحب... میرانام فرید ہے۔
شہریار، چاۓ پیو گے؟ لیکن اب چائے یہی سویرا کی انگلیوں کی خوشبو

نہیں ہو گی۔

فرید:- جی ...

شہریار:- تمہاری آنکھیں بہت خوب صورت ہیں۔ دیکھی ہوئی لگتی ہیں۔

فرید:- یہ میری نہیں کسی کی ہیں۔

شہریار:- کس کی۔

فرید:- پتہ نہیں ... سویرا اکہاں ہے؟

شہریار:- اس کی جانب دیکھتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔

— CUT —

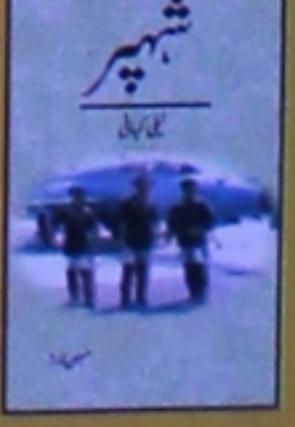
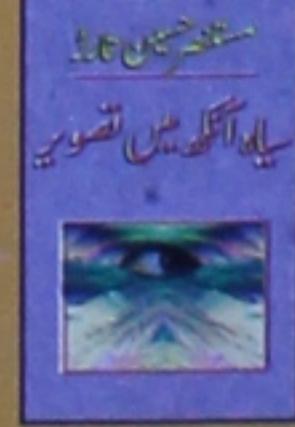
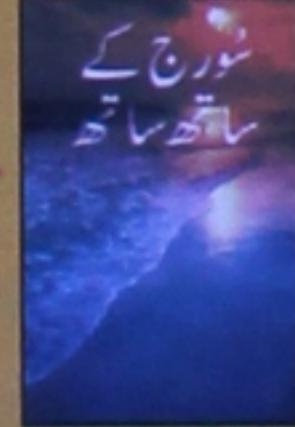
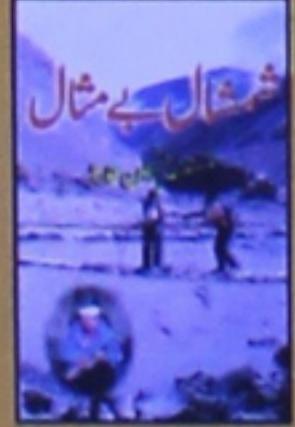
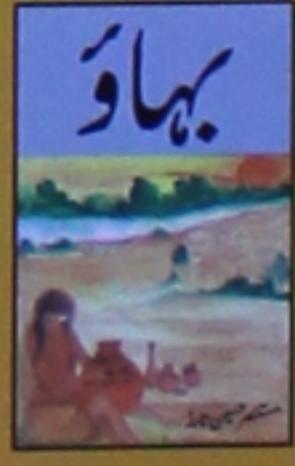
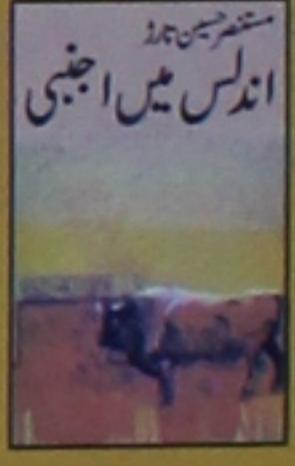
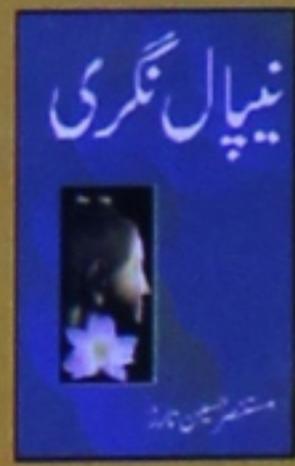
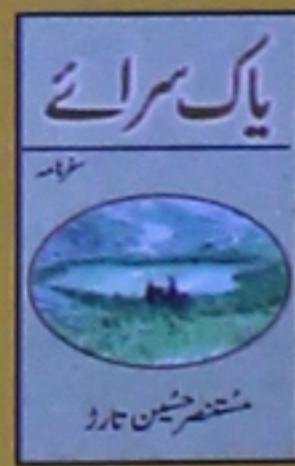
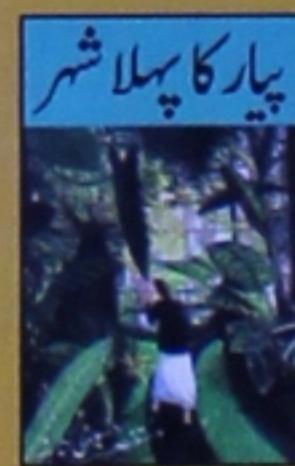
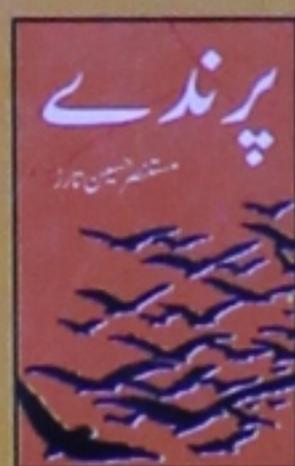
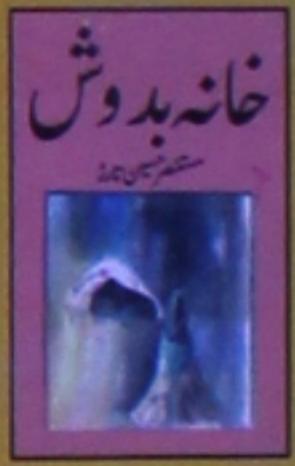
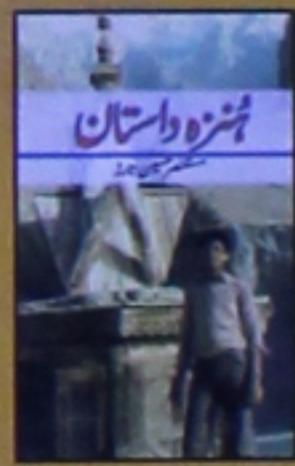
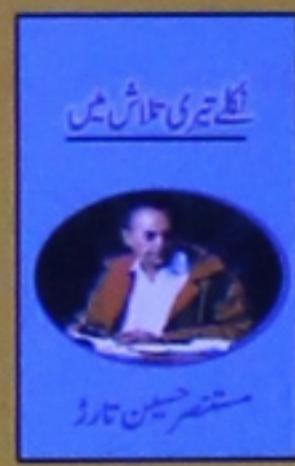
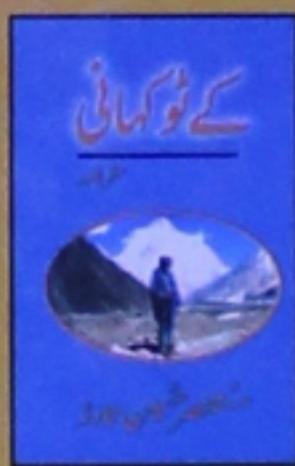
تیسوال منظر

فرید اسی جنگل میں۔ اُن درختوں میں چل رہا ہے۔ جہاں وہ اور سویرا آئے تھے۔
اس مقام پر پہنچتا ہے۔ جہاں انہوں نے پکنک منائی تھی۔ جلی ہوئی موسم بتی
گھاس پر پڑی ہے۔ فرید وہاں بیٹھ جاتا ہے، اور اس پر گانا اور لیپ
ہوتا ہے۔

"I JUST CALLED TO SAY THAT I LOVE YOU"

— اختتام —

مستندر حسین تارڑ



Rs. 150.00

www.sang-e-meel.com

ISBN 969-35-0002-4

